JQSS *(Journal of Quranic and Social Studies)*
2022, 2(1), 12 -23

تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل کی روشنی میں ترک اور حبشہ سے جہاد اور ترکِ جہاد کا شرعی حکم

Legal Position of Jihad with Turk and Abyssinia in the light of Tafseer Al Ikleel Fi Istimbat ul Tanzeel

Rizwan khan
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan Quetta

Dr. Abdul Ali Achakzai
Prof, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan Quetta

Keywords
Islam, faith, Jihad, Turk and Abyssinia, Day of Resurrection

Rizwan khan and Abdul Ali Achakzai (2022). Legal Position of Jihad with Turk and Abyssinia in the light of Tafseer Al Ikleel Fi Istimbat ul Tanzeel, JQSS *Journal of Quranic and Social Studies*, 2(1), 12-23.

Abstract: *Belief in the Hereafter is one of the basic tenets of Islam, denying and deviating from it is in fact tantamount to denying and deviating from Islam. Included. In this material and physical world, the disappearance of these objects from sight is to some extent a weakening of faith in the Hereafter, but in order to cure it, the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) foretold some signs and wonders before the Day of Resurrection. It is obligatory. The effect of these prophecies is to strengthen the faith of the Muslims and also to support the truthfulness of the prophethood of the Holy Prophet (PBUH). The only reliance is on believing in all these unseen matters while obeying Muhammad. As a Muslim, it is also important to believe in the reality of all these prophecies narrated by the Holy Prophet. These are some of the distant signs of the Hour, such as the resurrection of the Holy Prophet, the martyrdom of Usman Ghani, the incident of Jamal Wa siffin, the martyrdom of Hussain, may Allah be pleased with him, etc. There is also jihad against Turks and Abyssinians. There will be war between Muslims and Turks before the Day of Resurrection and a description of their attributes And especially the commentators of the seventh century AH who were present at the time of the Tatar invasion have openly stated this prediction of the Holy Prophet, since in the beginning of Islam it was forbidden to oppose them. Not only is it permissible to do so, but the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) also predicted it with his blessed tongue. In the article under discussion, a brief introduction of the first author and then a research review of the said title will also be presented in the light of Tafsir-ul-Aklil.*

Corresponding Author: Email: rizwanbaiya3737@gmail.com

Content from this work is copyrighted by *JQSS* which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited

تمہید:

عقیدہ آخرت اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے جس سے انکار وانحراف دراصل اسلام سے انکار وانحراف ہی کے مترادف ہے، عقیدہ آخرت میں وقوعِ قیامت اور اس کے علامات ،احوال بعد الممات ، حساب وکتاب ، جزاوسزا اور جنت وجہنم وغیرہ شامل ہیں۔اس مادی وظاہری دنیامیں مذکورہ اشیاء کا ہر دم نظروں سے اوجھل ہونا ایک حد تک ایمان بالاخرت کو کمزور کردیتاہے لیکن اس کے مداوا کے لیے حضور ﷺ نے قیامت سے پہلے کچھ اسے علامات ونشانیوں کی ظہور کی پیشن گوئیاں فرمائی جن کا وقوع لامحالہ قطعی ولازمی ہے۔ان پیش گوئیوں کے اثرات مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط بنانے اور جناب کریم ﷺ کی نبوت صادقہ کے اعتراف واثبات پر بھی معاونت کرتے ہیں، لہٰذا کسی بھی شخص کے مسلمان ہونے کی بنیاد مذکورہ امور غیبی پر ایمان لانے میں مضمر ہے اور اس کا انحصار بھی محض اس بات پر ہے کہ سید الانبیاء ﷺ وخاتم النبیین جناب محمد ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے اس سب غیبی امور پر ایمان لائیں۔اور مسلمان ہونے کے ناطے یہ بھی ضروری ہے کہ حضور ﷺ کی بتائی ہوئی ان تمام پیشن گوئیوں کی حقیقت پر ایمان لایا جائے۔

ان علامات قیامت میں سے کچھ علامات بعیدہ ، جیسے بعثت رسول ﷺ، شہادت عثمان غنی، واقعہ جمل وصفین، شہادت حسین رضی اللہ عنہ، وغیرہ ہیں، انہی علامات بعیدہ میں سے جنہیں اشراط الساعۃ سے تعبیر کیا جاتاہے مسلمانوں کا ترک اور حبشہ سے جہاد بھی ہے۔کہ قیامت سے پہلے مسلمانوں اور ترکوں کے درمیان جنگ ہوگی،اور یہ حدیث متعدد طرق اور مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے اور احادیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ ان کے حلیہ کے خدوخال اور ان کے صفات کا بیان ہے۔اور خصوصا ساتویں صدی ہجری کے شارحین حدیث جو تاتاری یلغار کے وقت موجود تھے وہ حضور ﷺ کی اس پیشن گوئی کا برملا اظہار کرچکے ہیں،چونکہ ابتداء اسلام میں ان سے تعارض کرنے ممانعت تھی ،بعد میں جب اسلام کو قوت ملی تو اب ان سے جہاد کرنا نا صرف جائز بلکہ حضور ﷺ نے اپنے زبان مبارک سے اس کی پیشن گوئی بھی کی ہے،اس کی تصریح علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل میں بھی کی زیر بحث عنوان کے تحت اولا مصنفؒ کا مختصر تعارف ، پھر تفسیر الاکلیل کے روشنی میں مذکورہ عنوان کا تحقیقی جائزہ بھی پیش کیا جائے گا۔

تعارف :

تفسیر قرآن کا وہ رجحان جس میں قران کریم کی ایسی آیات پر بحث کی جائے جن سے براہ راست فقہی احکام کا استنباط ہو اسے فقہی تفسیر اور تفسیر احکام القران سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

گویا یہ قرآن کریم کا اختصاصی اور قانونی مطالعہ ہے جس میں انسانی زندگی کے مختلف گوشوں سے متعلق احکام وفرامین کا استنباط اور استخراج کیا جاتاہے۔علوم قران کی اس نوع کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتاہے کہ اس پر ہر دور میں مفسرین کرام نے باقاعدہ الگ سے تفاسیر تحریر فرمائیں۔ان میں میں علامہ جلال الدین سیوطی کی جلیل القدر تفسیر "الاکلیل فی استنباط التنزیل" بھی ہے، بحث مذکور میں امام موصوف کا منہج واسلوب، تفسیر کی خصوصیات ،اور خصوصا سورۃ توبہ کے چند منتخب آیات کا ترجمہ وتشریح اور تحقیق کو بیان کیا جائے گا۔

نام نسب:

آپ کا پورا نام عبدالرحمٰن بن کمال الدین ابوالمناقب ابوبکر ناصرالدین محمد ابن سابق الدین ابی بکر بن فخر الدین عثمان بن ناصرالدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین ابی الصلاح ایوب بن ناصرالدین محمد بن الشیخ ہمام الدین الخضیری الاسیوطی ہے۔1

آپ ماہ رجب کے ابتداء 849ھ میں،بروز ہفتہ بعداز نماز مغرب پیدا ہوئے۔2آپ کے جد اعلیٰ اعجم سے تھے اور آپ کی والدہ کا تعلق ترک سے تھا، آپ کی شادی عنفوان شباب میں ہوئی، اور آپ کے بیٹے ضیاء الدین محمد بن عبدالرحمٰن آپ کے ساتھ شیخ شمنیؒ کے مجلس میں حاضر ہوئے اور بعض اقوال کی سماع بھی کی،آپ کے اہل اور اولاد اور آپ کی بھائی اکثر طاعون کے وباء سے شہید ہوئیں،اور آپ کی اہلیہ حالت نفاس میں ۔3

عقیدہ اور مذہب:

علامہ سیوطیؒ نے عقائد میں متاخرین اشاعرہ کی موافقت کی جو صفات خبریہ اور فعلیہ اختیاریہ میں تاویل کرتے ہیں ،اور بعض اعتقادی مسائل میں صوفیہ کی بھی موافقت کی۔

فقہی مذہب کے حوالے سے آپ شروع ہی سے شافعی المسلک تھے اور فقہ شافعی کے اصول وفروع حفظ کرچکے تھے اور آخری عمر تک شافعی المسلک ہی رہے اور کسی دوسرے مذہب رجوع نہیں کیا۔4

آپ کے شیوخ اور اساتذہ :

امام سیوطیؒ کو اپنے شیوخ اور اساتذہ سے بہت محبت تھی،اور آپ نے اپنے شیوخ کرام کا بڑے اہتمام سے افراداذ کر کیا۔ جیساکہ محدثین کا وطیرہ ہے وہ اپنے مشائخ کے ناموں کو مشیخہ کے نام کے ساتھ مستقلاً ایک کتاب کی صورت میں لکھتے ہیں ، یا پھر معاجم یا پھر فہرست کے صورت میں ،آپ نے کئی کتابیں لکھیں جس میں اپنے شیوخ کے اسماء اور حالات کو قلمبند کیا۔

پہلی کتاب کا نام " **حاطب لیل و جارف سیل** " کے نام سے ہے ،اس میں بڑے شیوخ کے حالات قلمبند کیے۔

1. دوسری کتاب کا نام " **المعجم الصغیر** " ،اور اسے المنتقیٰ بھی کہا جاتا ہے ۔
2. اور تیسری کتاب کا نام " **المنجم فی المعجم** " یہ آخری کتاب ہے جس میں آپ نے ان اساتذہ ومشائخ کا ذکر کیا جس سے آپ نے علم حدیث حاصل کی یا پھر ان نے آپ کو اجازت دی۔

اور معجم کبیر میں آپ کی مشائخ کی تعداد سات سوتک پہنچی ہے۔5

آپ نے مردوں سے نہیں بلکہ بعض عورتوں سے بھی علم اخذ کیااور تقریبا بیالیس خواتین (اساتذہ) کا ذکر المنجم میں کیا،آپ کے چند مشہور اساتذہ کرام کے اسماء درج ہیں۔6

علم الدین صالح بن عمر البلقینیؒ الشافعی

یہ آپ کے ان اساتذہ میں سے ہیں جن سے آپ نے تعوذ اور تسمیہ کی ابتداء کی اور مرتے دم تک حضرت شیخ البلقینی الشافعیؒ سے علم فقہ حاصل کیا۔ 7
شیخ الاسلام شرف الدین ابوزکریا المناوی سے آپ نے شرح البجۃ اور حاشیہ بیضاوی پڑھا، اور المنہاج کا کچھ حصہ ان کے سامنے قرات کی۔

تلامذہ :

علامہ سیوطیؒ نے 670 ھ میں حج بیت اللہ کے سفر کے لیے گئے تو درس اور تدریس میں مشغول رہے اور ہر عمر کے افراد نے آپ سے استفادہ کیا ان میں مبتدی ،عالم و فاضل سب شامل تھے،اس وقت آپ کی عمر اکیس 21 سال تھی۔8

چند مشہور تلامیذہ کے اسماء درج ہیں:

1. بدرالدین ، حسن بن علی القمیری جو کہ علم فرائض ،حساب ، علم عروض ، عربی لغت کے ماہر تھے ،دس سال آپ کے حلقہ درس میں رہے۔
2. عبدالقادر بن محمد بن احمد الشاذلی ،"**بهجة العابدین فی سیرت حافظ جلال الدین** "آپ کی تصنیف ہے۔
3. سراج الدین ابوحفص عمر بن قاسم آپ فن قرات کے ماہر تھے۔
4. آپ نے 875ھ میں بقاعدہ درس وتدریس اور 871 میں افتاء وارشاد واجتہاد کا آغاز کیا،آپکو رجب 871ھ میں جامع شیخونیہ میں شیخ الحدیث میں "مشیخۃ الحدیث " کا منصب ملا،اور آپؒ نے جامع ابن طولون میں مسند درس کو زینت بخشی اور ہزاروں طالبان حدیث نے آپ سے استفادہ کیا۔9

تصانیف:

آپ کے کثرت تصانیف کے نظر علماء کرام نے ان کے اعداد وشمار کے باب میں مختلف اقوال ذکر کی، مکتبہ جلال الدین السیوطیؒ کے انچارج استاذ احمد الشر قاوی اقبال نے طبع بدار المغرب سنہ 1397 میں ذکر کیا کہ علامہ سیوطی کے تصانیف نو سو تک ہیں۔ اور مخطوطات مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کو ذکر کرنے کے بعد 1194 تالیفات تک پہنچ جاتی ہے۔

آپ کے شاگرد شاذلیؒ فرماتے ہیں:

"آپ کے وفات سے ؛پہلے میں نے وہ فہرست جس میں آپ کے مولفات درج کی تھی اوران کے بارے میں آپ کی رائے تھی کہ ان کو باقی رکھا جائے اور ان کی اشاعت کی جائے وہ چھ سو تک پہنچی تھی۔"10

اور التحدث میں آپ رقمطراز ہیں:

"کہ میرے ہم عصر میرے جیسے تصانیف نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے لیے ایک کثیر مطالعہ اور مسلسل محنت اور مشقت کی ضرورت ہے، اور ایسے تصانیف آٹھارہ ہیں۔" 11

وفات:

جمعہ کے دن عصر کے نماز کے بعد 19 جمادی الاولی ۱۱ ہجری تین دن مختصر علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملے، اور جامعہ افریقی میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ 12

تالیف کتاب میں آپ کا منہج:

امام سیوطی نے سوائے پانچ سورتوں (الحاقہ، والنازعات، القارعۃ، الفیل، اور سورۃ الکافرون) کے تمام سورتوں کو ذکر کیا (ان سورتوں کا ذکر نہ کرنا یا توتسامح ہوا ہے، یا مصنف سے سہوا ان کا ذکر رہ گیا، حالانکہ احکام ومسائل اور استنباط کو یہ سور بھی شامل ہیں۔

آپ ہر سورت سے ایک معین یا کئی منتخب آیات کو اولا ذکر کرتے ہیں اور پھر ان سے متعلقہ احکام اور نکات بھی ذکر کرتے ہیں یعنی تفسیر یا پھر استدلال، نکتہ، فائدہ اور تاویل وغیرہ۔

اس کتاب میں مختلف طبقات کے حامل اہل علم کے اقوال ملتے ہیں سب سے پہلے علماء کے سرخیل سرور کائنات ﷺ کے، پھر صحابہ کرام کے، پھر تابعین اور تبع تابعین سے ابتداء کرتے ہیں، اس کے بعد ان کے بعد آنے والے شیوخ اور ائمہ مذاہب اور دیگر شیوخ کے اقوال اور استنباطات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

مصنفؒ نے صرف انہی آیات کے ذکر پر اکتفاء کیا جس میں کسی فقہی، یہ اُصولی، عقیدہ یہ لغت یا صوفیاء، یا معارف یا کسی جزئیہ کے طرف استدلال ہو۔

تفسیر الاکلیل کے خصوصیات:

کتاب الاکلیل فی استنباط التنزیل کے عنوان ہی سے واضح ہے کہ اس کا موضوع احکام ومسائل ہیں اور ساتھ ان معانی کا بیان ہے جو نص قرانی سے مستنبط ہوں۔

الاکلیل تین خصوصیات کی بناء پر امتیازی شان کی حامل ہے۔

1. اکثر علوم کو شامل ہے۔
2. اس میں استنباط اور استدلال کے نسبت تفسیر کا زیادہ اہتمام کیا گیا ہے۔
3. ایجاز اور اختصار کی بناء پر۔

انہی خصوصیات کی بناء پر الاکلیل دیگر تفاسیر سے مختلف امتیازی شان کی حامل ہے خواہ ان تفاسیر کا تعلق احکام القران سے ہو یا تفسیر بالماثور سے یا عام تفسیر ہو، اور علامہ صاحبؒ نے اس کو تفسیر احکام کے ضمن میں ذکر کیا۔

یہ من کل الوجوہ دوسری تفاسیر کے مشابہ نہیں یہ تفسیر تاویلات اہل السنۃ ابو منصور الماتریدیؒ کی اس جہت سے مشابہ ہے دونوں میں عقائد اور فقہ اور اصول کے ادلہ کا قران مجید سے بیان ہے۔ اور اس جہت سے مختلف ہے کہ تاویلات اہل السنۃ میں امام ابو حنیفہؒ کے منہج اور مسلک کا بیان ہے۔ اور تاویلات اہل السنۃ میں تمام آیات کی تفسیر بیان کی جاتی ہے اور تفسیر میں صرف احکام پر مشتمل آیات کا بیان ہے۔

سورۃ التوبہ جس کا موضوع غزوہ اور اس متعلقہ موضوعات، بین الاقوامی معاہدات اور اسلام، آغاز جنگ کے اصول، ذمیوں کے ساتھ معاہدات کی نوعیت، خام مسلمانوں کی تربیت کا لزوم، شاتم رسول ﷺ اور توہین رسالت کے مرتکب کی سزا، مساجد کی تعمیر میں غیر مسلموں کی معاونت، اندرون اور بیرونی سازشوں سے مرکز روحانی (حرمین) کی حفاظت کا طریقہ کار، یہ موضوع کے جوہری سوالات ہیں جن کے جوابات کی فراہمی سورۃ التوبہ کی روشنی میں امام موصوف نے بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ پیش کیں، ذیل میں موصوف کی استنباط اور استدلال کی ایک مثال درج ہے۔

عند الجمہور ترک اور حبشہ سے جہاد اور ترکِ جہاد کا حکم:

"﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ﴾ [13]

واستدل بعمومها الجمهور على قتال الترك والحبشة۔ الاکلیل" [14]

یعنی آیت مبارکہ کے عموم سے جمہور علماء کرام نے استدلال کیا کہ ترک اور حبشہ والوں سے جہاد (اقدامی) کرنا جائز ہے۔
ترک اور حبشہ والے کون ہیں؟ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ان کی تخصیص کیوں کی؟

ترک سے مراد؟

1۔علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں:

"فقال الخطابی: الترک هم بنو قنطوراء، وهی اسم جارية كانت لابراهيم عليه السلام ولدت اولا دا جاءت من نسلهم الترک"[14]

علامہ خطابیؒ کے نزدیک ترک ابراہیم علیہ السلام کی باندی قنطوراکی نسل سے ہیں، اس باندی کی بہت سی اولاد ہوئی اس کے نسل سے ترک بھی ہیں۔

2۔علامہ کراعؒ فرماتے ہیں:

"وقال کراع: الترک هم الذين يقال لهم، ديلم وكذلک الغز،[15]

ترک سے مراد وہ ہیں، جنہیں دیلم اور غز کہا جاتا ہے۔

3۔حافظ وہب بن منبہ کا قول ہے:

"وقال ابن وهب: الترک بنو عم ياجوج وماجوج"[17]

یعنی ترک یاجوج ماجوج کے چچیرے بھائی ہیں، حضرت ذوالقرنین نے سد سکندری بنوائی تو یاجوج ماجوج کے کچھ افراد غائب تھے چنانچہ وہ باہر ہی چھوڑ دیئے گئے اس لیے وہ ترک کہلائیں۔

4۔حضرت قتادہ سے مروی ہے:

"عن قتادة رحمه الله: انهم كانو اثنتين وعشرين (قبيلة) بُنى ذو القرنين السد على احدٰى وعشرين وبقيت واحدة وهی الترک، سموا بذلک لانهم تركو خارجين۔"[18]

"کہ یاجوج ماجوج کے بائیس قبائل ہیں، اکیس قبائل پر سد (دیوار) قائم کی، اور ایک قبیلہ باہر رہ گیا جن کی چھوٹی آنکھیں ہیں جو حرص کی نشانی ہے، اور باطنی شدت وحرارت اور غیض وغضب کی وجہ سے سرخ چہرے والے ہیں۔"

5۔بعض کا قول ہے:

"وقيل اصل الترک او بعضهم من حمير"[19]

اور بعض نے کہا: کہ ترک کا بنیادی طور پر تعلق، یاان میں سے بعض کا تعلق حمیر سے ہے۔
یہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کی بود وباش کیا ہے؟ اس بارے میں علامہ ابن البرؒ قمطراز ہیں:

"الترک ولد يافث وهم اجناس كثيرة، اصحاب مدن، وحصون، ومنهم رووس الجبال، ليس لهم عمل الا الصيد، ومنهم من يتدين بدين المجوسية، ومنهم من يتهود، وملكم يلبس الحرير وتاج الذهب ومنهم سحرة"[20]

"ترک (حضرت نوح علیہ لسلام) کے بیٹے یافث کے اولاد میں سے ہیں، اور ان کی مختلف شاخیں اور قبیلے ہیں، بعض شہروں میں رہتے ہیں، اور بعض نے پہاڑوں کی چوٹیوں کو اپنا مسکن بنایا، اور ان کا ذریعہ معاش شکار ہے۔ ان میں بعض مجوسیت کو اور بعض یہودیت کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ان کے سردار ریشم کا لباس اور سونے کا تاج پہنتے ہیں، اور ان میں جادوگر بھی پائے جاتے ہیں۔"

6۔ علامہ عینی ارشاد فرماتے ہیں:

"الترکو والصین والصقالیہ ویاجوج وماجوج من ولد یافث بن نوح علیہ السلام باتفاق النسابین وکان لیافث سبعة اولاد، ومنھم ابن یسمی کور، والترک کلھم من بنی کومر"[21]

"ترک اور اہل چین اور صقالیہ اور یاجوج ماجوج یہ حضرت یافث کی اولاد میں سے ہیں انکے سات بیٹے تھے ان میں سے ایک کا نام کور تھا اور ترک تمام تر بنی کومر سے ہیں۔"

کہاں کے رہنے والے ہیں؟

"وقال صاعد علیہ الرحمۃ: فی (کتاب الطبقات) اما الترک فامة کثیرة العدد، فخمه الملکة، ومساکنھم مابین مشارق خراسان من مملکةالاسلام وبین مغارب الصین و شم الالھند الی اقصی المعمور فی الشمال۔"[22]

"امام صاعدؒ نے طبقات میں کہا: ترک ایک بہت بڑی جماعت ہے اور ان کی سلطنت بھی کافی وسیع ہے، اور ان کی آبادی مشرق کی جانب اسلامی ملک خراسان تک، اور مغرب میں چین اور شمال میں ہندوستان کے شمالی حصے تک پھیلی ہوئی ہے۔"

محدثین کرام کی بیان کردہ تصریحات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ترک اصل میں یافث بن نوحؑ کے اولاد میں سے ہیں، بعض نے آفریدون ابن سام کی اولاد میں سے اور بعض نے قوم تبع اور حمیر کے باقیات میں سے ان کو شمار کیا ہے۔

وجہ تخصیص:

علامہ سیوطیؒ نے ترک اور حبشہ کو خصوصیت کے ساتھ اس لیے ذکر کیا کیونکہ ان کے بارے میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے جیسے امام ابوداود نے **"باب النھی تھیج الترکو الحبشة"** اور امام نسائی نے **"غزوۃ الترک والحبشہ"** کے تحت ذکر کیا

ابوداود کی روایت میں ہے:

"حدثناعیسیٰ بن محمد الرملی علیہ الرحمۃ قال ناضمرۃ عن الشیبانی عن ابی سکینة رجل من المحررین عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال: دعوا الحبشة ما ودعوکم واترکوا الترک ماترکوکم۔"[23]

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم اہل حبش کے ساتھ قتال نہ کروں جب تک کہ وہ تمہارے ساتھ قتال نہ کریں اور ترکوں کو چھوڑ دوں جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں۔"

سنن نسائی میں ایک طویل حدیث کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"حدثنا ضمرہ عن ابی زرعہ عن ابی سکینة رجل من المحررین عن رجل من اصحاب النبی، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: دعوا الحبشةما ودعوکم وترکوا الترک ماترکوکم۔"[24]

تم ترک اور حبشہ سے تعارض نہ کرو جب تک کہ وہ تم سے تعارض نہ کریں (یعنی انکو چھوڑ دوں جب تک وہ تم کو چھوڑے رکھے۔) (یہ امر اباحت اور رخصت کے لیے ہے وجوب کے لیے نہیں یعنی بطور مشورہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم ارشاد فرمایا۔)

ترک اور حبشہ کے تخصیص کے بارے میں علامہ جلال الدین شرح سنن نسائی میں رقمطراز ہیں:

"ایاترکو الحبشة والترک ماداموا تارکین لکم، وذلک لان بلاد الحبشة وعرۃ وبین المسلمین وبینھم مفاوز وقفار وبحار فلم یکلف المسلمین بدخول دیارھم لکثرۃ التعب، واماالترک فباسھم شدید

وبلادهم باردةو العرب وهم جند الاسلام كانوا من البلاد الحارة فلم يكلفهم دخول بلادهم واما اذادخلوا بلاد الاسلام العياذبالله فلايباح ترك القتال كمايدل عليه ما ودعوكم۔"[25]

"اور اس چھوڑنے کی وجہ یہ ہے کہ بلاد حبشہ تو دور اور بلکل چٹیل میدان ہیں اور ان کے درمیان جنگلات، صحراء، اور سمندر واقع ہے تو زیادہ مشقت کی بناء پر مسلمانوں کو ان کے علاقوں میں داخل ہونے سے روکا گیا۔ اور ترک سے اس وجہ سے روکا گیا کہ وہ جنگجو ہیں اور ان کے علاقے سرد ہیں اور عرب اور لشکر اسلام گرم علاقے سے ہیں، اس لیے بلاد ترک میں دخول کا مکلف بنایا گیا۔ بہر حال اگر ترک اور حبشہ والے اگر بلاد اسلام میں از خود داخل ہوں تو اس صورت میں ان سے جہاد کرنا ضروری ہو گا حدیث مبارکہ کے الفاظ ما ودعوکم اس پر دال ہے۔"

آیت مبارکہ اور حدیث مبارکہ میں تطبیق:

"واما الجمع بين الحديث وبين قوله تعالى، فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كافة، فبالتخصيص اما عند من يجوز تخصيص الكتاب بخبر الاحاد فواضح، واما عند غيره فلان الكتاب مخصوص لخروج الذمي ،وقيل يحتمل ان تكون الاية ناسخة للحديث لضعف الاسلام ثم قوته، وعليه العمل"[26]

"اب سوال یہ ہے کہ آیت مبارکہ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ اور حدیث مبارکہ میں جمع اس طور پر ہو گا کہ جو حضرات خبر واحد کے ذریعے تخصیص کے قائل ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ خبر واحد کے ذریعے آیت مبارکہ میں تخصیص کی گئی ہے۔

دوسرا اور صحیح قول یہ ہے کہ کہ آیت مبارکہ حدیث مبارکہ کے لیے ناسخ ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اہل اسلام کو غلبہ دیا اور یہ حکم اس وقت تھا جب اہل اسلام حالت ضعف میں تھے۔ اور یہی رائے امام سیوطی کی بھی ہے کہ آیت مبارکہ حدیث مبارکہ کے لیے ناسخ ہے۔"

قرب قیامت ترکوں سے لڑائی

حدیث مبارکہ میں جن ترکوں کے ساتھ قتال کرنے سے اولا منع کیا گیا تھا حضور ﷺ نے قرب قیامت ان کے ساتھ قتال کرنے کی پیش گوئی کی۔

امام بخاری نے بھی اس حدیث بالا (دعوا الحبشة ما ودعوكم) کے ضعف کے طرف اشارۃ کرتے ہوئے دو احادیث کا ذکر کیا، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کے ساتھ قتال کی پیشن گوئی آپ ﷺ نے دی کہ قرب قیامت مسلمانوں اور ترکوں کے درمیان قتال کی نوبت آئی گی۔

بخاری شریف کی روایت ہے:

"حدثنا النعما ،حدثنا جرير بن جازم قال سمعت الحسن يقول: حدثنا عمرو بن تغلب قال: قال النبي ﷺ: ان من اشراط الساعة ان تقاتلوا قوما ينتعلون نعال الشعر ،وان من اشراط الساعة ان تقاتلوا عراض الوجوه، كان وجوههم المجان المطرقة"[27]

"حضرت عمرو بن تغلب فرماتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ بے شک قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ تم ایسی قوم سے لڑو گے جو بال کے جوتے پہنے ہوں گے، اور بے شک علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ تم ایک ایسی قوم سے لڑو گے جن کے چہرے چوڑے ہوں گے گویا وہ چوڑی ڈھالیں ہیں۔"

اور دوسری روایت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں جس میں صراحت کے ساتھ ترک کا ذکر ہے:

"قال ابوهريرةعنه: قال رسول الله ﷺ لا تقاتلوا حتى تقاتلوا الترك صغار الاعين ،حمر الوجوه،زلوف الانوف كان وجوههم مجان المطرقة۔"[28]

"حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ قیامت اس وقت قائم نہیں ہو گی جب تک تم چھوٹی آنکھوں، سرخ چہروں والے اور چپٹی ناکوں والے ترکوں کے ساتھ جہاد نہ کروں، ان کہ چہرے چوڑی ڈھالیں کی مانند ہو گی۔"

سردی کے وجہ سے بالوں کے جوتے پہنے والے اور چوڑے چہروں والے ان دونوں کا مصداق ترک ہیں اور علامہ عینی اور حافظ قسطلانی کا میلان بھی اس جانب ہے
۔

ابو داؤد شریف کی ایک راویت میں مزید تفصیل کے ساتھ ذکر ہے:

"حدثنا جعفر بن مسافر التنسی حدثنا خلاد بن یحیٰ بن المهاجر نا عبدالله بن بریدة عنا بیهعنا النبیﷺ فی حدیث یقاتلکم قوم صغار الاعین یعنی الترک قال تسوقهم ثلاث مرات حتی تلحقوهم بجزیرة العرب ،فاما فی السابقة الاولیٰ فینجو من هربمهم ، واما فی الثانیة فینجو بعض واما فی الثالثة فیصطلمون او کما قال"[29]

"حضرت بریدہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم چھوٹی آنکھوں والے ترک سے لڑوں گے اور آپ ﷺ نے فرمایا: تم تین بار ان کو ہانکو گے (یعنی میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور کروں گے) یہاں تک وہ جزیرہ عرب میں پہنچ جائیں گے، پس پہلے حملے میں ترکوں میں سے جو بھاگ جائیں گے وہ نجات پا جائیں گے، اور دوسرے حملے میں بعض ترک ہلاک ہو جائیں گے، اور تیسرے حملے وہ جڑ سے اکاڑ دیئے جائیں گے۔"

کیا اس پیشن گوئی کا وقوع ہو چکا ہے یا ہو گا؟

علامہ نوویؒ کا نقطہ نظر:

"قال النووی رحمہ اللہ: فی شرح المسلم وهذه کلها معجزات لرسول الله ﷺ فقد وجد قتال هو الاء الترک لجمیع صفاتهم التی ذکرها النبیﷺ فوجدوا بهذه الصفات کلها فی زماننا ، وقاتلهم المسلمون مرات ونسال الله الکریم احان العاقبة للمسلمین"[30]

"یہ سب حضور ﷺ کے معجزات میں سے ہے کہ ان ترکوں کے ساتھ جن کے صفات آپ ﷺ نے بیان کی ہے ان تمام صفات کے حامل (ترکوں) کے ساتھ ہمارے دور میں موجود ہیں اور مسلمانوں نے کئی مرتبہ ان کے ساتھ بر سرپیکار رہیں۔"

ابن اثیرؒ کا قول:

وقال الامام ابن اثیر فی الکامل:

حادثة التتار من الحوادث العظمیٰ والمصائب الکبریٰ التی عقمت الدهور عن مثلها،عمت الخلائق وخصت المسلمین، فلو قال قائل ان العالم منذ خلقه الله تعالیٰ الی الان لم یبتلو ابمثله الکان صادقا، فان التواریخ لم یتضمن مایقاربها،[31]

فتنہ تار تاران بڑے حادثات میں سے اور مصائب میں سے ہیں جس نے زمانے کو بانج کر دیا، تمام عالم کو عموما اور خصوصا مسلمانوں کو، اگر یہ بات کوئی کہے کہ جب سے اللہ تعالی نے دنیا کو وجود دیا اس قدر بڑی آزمائش (عالم اسلام) کے لیے نہیں آئی، تو وہ اپنی بات میں سچا سمجھا جائیگا، کیونکہ تاریخ اس جیسے واقعے کے نظیر پیش کرنے سے عاری ہے۔

علامہ ذہبیؒ کا قول:

"وکانت بلیة لم یصب الاسلام بمثلها"[32]

"اس جیسے آزمائش اہل اسلام کے لیے کبھی نہیں آئی"

ملا علی قاری المرقاۃ میں رقمطراز ہیں:

"ولعل المراد الموعود بالحديث ما وقع هذا العصر بين المسلمين والترك ،والا قرب انه اشارة الیٰ قضية چنكز ،وما وقعه من الفساد وخصوصا فی بغداد والله روف بالعباد"[33]

"حدیث مبارکہ میں ترکوں اور مسلمانوں کے درمیان جس جنگ کی پیشن گوئی کی گئی ہے شاید کہ اس سے مراد چنگیز خان کے (فتنہ) کے طرف اشارہ ہے جس نے فساد کو پھیلایا خصوصا بغداد میں۔"

خلاصہ بحث:

مذکورہ بالا تمام تر تفاصیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ابتداء اسلام میں مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں عفو اور درگزر سے کام لینے ،اور امن اور صلح اور مسالمت کا حکم تھا،اس مناسبت سے حضور ﷺ نے بطور شفقت مسلمانوں کی حالت زار کو دیکھتے ہوئے یہ حکم دیا تھا کہ ترک اور حبشہ والے جب تک تم سے تعارض نہ کریں ان کو چھوڑ دو، بعد میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے قوت اور شان شوکت میں اضافہ فرمایا، عالم اسلام انحاء عالم میں پھیل گیا تو یہ حکم اب منسوخ ہو گیا، اور یہی جمہور علماء کا قول ہے۔ اب ان کے خلاف دفاعی جہاد کے ساتھ ساتھ اقدامی جہاد کی بھی اجازت ہے اور حضور ﷺ نے اپنے زبان مبارک سے جن باتوں کی پیشن گوئی کی تھی ان میں ایک ترکوں کے ساتھ جہاد بھی ہے اور واضح الفاظ میں انکی مذمت فرمائی چونکہ اس وقت یہ مشرک تھے ،یعنی ساتویں صدی میں عالم اسلام میں وہ حادثہ پر آشوب پیش آیا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں مشکل سے ملے گی یہ تاتاری یلغار تھی جو تمام عالم اسلام کے لیے ایک بہت ہی خطرناک فتنہ تھا، ترکستان سے نکلنے والے عالم اسلام پر بھوکے بھیڑیا کی طرح ٹوٹ پڑے تھے، سنہ 656 میں ان کے ہاتھوں سقوط بغداد کا واقعہ پیش آیا، جس میں اس قوم نے چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان کی سربراہی میں مرکز اسلام بغداد میں داخل ہو کر خون کا بازار گرم کیا، اور تقریبا اٹھارلاکھ بے گناہ مسلمانوں کو لقمہ اجل بنایا۔ جس نے عالم اسلام کو محو خاکستر کر دیا اور آباد زمین کے نصف حصے کو کھنڈرات بنا دیا۔ اور خلافت عباسیہ کا خاتمہ کر دیا۔ اور اس ترک مراد وہ ترک ہیں جن کو تار تار کہا جاتا ہے اور جو صحرائے گوبی اور اس کے شمال کے علاقوں قازقستان وغیرہ میں آباد ہیں، کیونکہ اوصاف مبینہ انہی پر صادق آتے ہیں۔ اور جو ترکی کے رہنے والے ہیں وہ مراد نہیں وہ تو اچھی شکل صورت کے ہوتے ہیں اور اب وہ حلقہ بگوش اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔

اس پیشن گوئی کا مصداق شاید کے مذکورہ واقعہ ہو جو مسلمانوں اور ترکوں کے درمیان پیش آیا، یا پھر قرب قیامت پیش آنیوالا واقعہ مراد ہو، کیونکہ واقعہ کا زمانہ ماضی میں پیش آجانا شرط نہیں اس لیے ماضی میں گزرا ہوا سمجھ کر اس کا مصداق تلاش کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔

حوالہ جات(References)

1. العیدروس، عبد القادر بن شیخ بن عبد اللہ، النور اسافر عن اخبار قرن العاشر (دار الصادر، بیروت، ۲۰۰۰ء)،۵۷۔

Al-Aidrus, Abdul Qadir Bin Sheikh Bin Abdullah, Alnoor Al Safir An Akhbar Qarn Al Ashir ,(Dar Al Sadir, Berot 2000),57

2. السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، المنجم فی المعجم، (دار ابن حزم، بیروت، ۱۹۹۵ء)،۹۔

Al-Suyuti, Abdul Rahman Ibn Abi Bakr, Al-Munjim Fi Al-Mujam, (Dar Ibn Hazm, Beirut, 1995),9.

3. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، التحدث بنعمۃ اللہ، (صنعاء المطبعۃ العرب، بیروت، ۲۰۱۶)،۱۰۔

Al-Suyuti, Jalal-ud-Din Abdul-Rahman, Al-Tahdat-e-Binemat-e-Allah, . (Sana'a Al-Mutabat Al-Arab, Beirut, 2016)10

4. الغامدی، ریاض بن محمد بن عبد اللہ، منہج السیوطی من خلال کتابہ الاکلیل فی استنباط التنزیل، (جامعہ ام القریٰ، کراچی، ۲۰۱۳ء)،۳۶۔

Al-Ghamdi, Riyadh bin Muhammad bin Abdullah, Minhaj-ul-Suyuti

min Khalaal Kitabah Al-Aklil Fi Istinbat Al-Tanzeel,(Jamia Umm Al-Qura, Karachi, 2013) 36

5. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر، التحدث بنعمۃ اللہ، ۴۳۔
Al-Suyuti, Jalal al-Din Abdul Rahman bin Abi Bakr, Al-Tahadith bin Na'amatillah,43

6. السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، المنجم فی المعجم، ۴۵.
Al-Suyuti, Abdul Rahman bin Abi Bakr, Al-Munjim Fi Al-Mujam,45.

7. الغامدی، ریاض بن محمد بن عبد اللہ، منہج السیوطی من خلال کتابہ الاکلیل فی استنباط التنزیل، ۲۵۔
Al-Ghamdi, Riyadh bin Muhammad bin Abdullah, Minhaj-ul-Suyuti min Khalaal Kitabah Al-Aklil Fi Istinbat Al-Tanzeel ,25

8. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، التحدث بنعمۃ اللہ، ۷۹۔
Suyuti, Jalal al-Din Abdul Rahman bin Abi Bakr, Al-Tahadith bin Na'amatillah,79

9. چشتی، عبد الحلیم، تذکرہ علامہ جلال الدین السیوطیؒ، (الرحیم اکیڈمی، کراچی، ۱۴۲۱ھ)، ۴۴۔
Chishti, Abdul Haleem, Tazkira Allama Jalaluddin Al-Suyuti, (Al-Raheem Academy, Karachi, 1421 AH). 44.

10. الغامدی، ریاض بن محمد بن عبد اللہ، منہج السیوطی من خلال کتابہ الاکلیل فی استنباط التنزیل، ۹۳۔
Al-Ghamdi, Riyadh bin Muhammad bin Abdullah, Minhaj-al -Suyuti min Khalaal Kitabah Al-Aklil Fi Istinbat Al-Tanzeel,.93

11. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، التحدث بنعمۃ اللہ، ۱۰۵۔
Suyuti, Jalal al-Din Abdul Rahman bin Abi Bakr, Al-Tahadith bin Na'amatillah,105

12. العیدروس، عبد القادر بن شیخ بن عبد اللہ، النور السافر عن اخبار قرن العاشر، ۹۰۔
Al-Aidrus, Abdul Qadir Bin Sheikh Bin Abdullah, Alnoor Al Safir An Akhbar Qarn Al Ashir,90

13. التوبہ ۹:۵۔ *Al tuba 9:5*

14. السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، الاکلیل فی استنباط التنزیل، (دار لکتاب، پشاور، ۲۰۱۷.)، ۳۵۲
Al-Suyuti, Abdul Rahman bin Abi Bakr, Al-Aklil Fi Istinbat Al-Tanzil,(Dar Al-Kitab, Peshawar, 2017) 352.

15. العینیؒ، بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری فی شرح البخاری، (درالکتاب العلمیہ، بیروت، 2001ء)، ۱۴، ۱۹۹۔

Al-Ainiyat, Badr-ud-Din Abi Muhammad Mahmud Bin Ahmad, Umad Al-Qari Fi Sharh Al-Bukhari, Dar Al-Kitab Al-Alamiya, Beirut, 2001. 14, .199

16. العسقلانیؒ، احمد بن علی ابن حجر، فتح الباری بشرح صحیح البخاریؒ، (موسسۃ الامیر سلطان بن عبد العزیز آل سعود، ریاض، ۲۰۰۱ء)، ۶: ۱۲۲۔

Al-Asqalaih, Ahmad Bin Ali Ibn Hajar, Fateh Al-Bari Bashar H Sahih Al-Bukhari,(Al-Amir Sultan Bin Abdul Aziz Al Saud, Riyadh, 2001), 6: 122.

17. ایضاً، -
Ibid

18. القاری، علی بن سلطان، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، (مکتبہ شمسیہ، کوئٹہ، ۲۰۱۸ء) ۱۰: ۴۶

Al-Qari, Ali Bin Sultan, Marqaat Al-Mufatih Sharh Mushkat . Al-Masabih(, Maktab Shamsia, Quetta, 2018) 10 : 46

19. العینیؒ، بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری فی شرح البخاری، ۱۴: ۱۲۲۔

Al-Aini, Badr-ud-Din Abi Muhammad Mahmud Bin Ahmad, Umdat ul-.Qari Fi Sharh Al-Bukhari, 14,:199

20. ایضاً، ۱۴، ۱۹۹۔
Ibid

21. ایضاً۔
Ibid

22. ایضاً۔
Ibid

23. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۲۰۱۶)، ۲: ۲۴۲

Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawud,(Maktab Rahmaniyah, Lahore, 2016)2:242.

24. السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، شرح سنن نسائی، (مکتبہ دار المعرفۃ، بیروت،) ۳۵۰۔

Al-Suyuti, Abdul Rahman bin Abi Bakr, Sharh Sunan Nisa'i, (Maktab Dar Al-Ma'rifah, Beirut,)350.

25. ایضاً۔
Ibid

26. ایضاً۔
Ibid

27. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، (مکتبہ رحمانیہ، لاہور،) ۱، ۵۱۷ حدیث نمبر ۲۹۲۶

Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Al-Jami 'Al-Sahih Al-Bukhari, (Maktab-e-Rahmaniyah, Lahore,) 1: 517, Hadith No. 2926

28. ایضاً۔
Ibid

29. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، ۲، ۲۴۲

Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawud,2:242

30. العینی، بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری فی شرح البخاری، ۱۴: ۱۹۹،

Al-Aini, Badr-ud-Din Abi Muhammad Mahmud Bin Ahmad, Umdat ul-Qari Fi Sharh Al-Bukhari, 14,:199

31. ایضاً۔ *Ibid*

32. عظیم آبادی، ابی عبد الرحمٰن محمد اشرف بن امیہ، عون المعبود علی شرح ابی داود، (دار ابن حزم، بیروت، ۲۰۰۵ء)، ۱۹۶۹۔

Azimabadi, Abi Abdul Rahman Muhammad Ashraf Bin Umayyah, Aun Al-Ma'bood Ali Sharh Abi Dawood, (Dar Ibn Hazm, Beirut, 2005,)1969

33. القاری، علی بن سلطان، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، ۱۰: ۴۶،

Al-Qari, Ali Bin Sultan, Marqaat Al-Mufatih Sharh Mushkat Al-Masabih, 10 : 46